خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 70

Track 1

Time 29:04

کائناتی علوم سے کس طر ح واقف ہو سکتے ہیں ؟

سوال:اللہ تعالیٰ نے کائنات کے علوم انسان کو دینے کے لئے کیا معیارطلب کیا ہے
اور اس معیار پر کس طر ح اتر ا جا سکتا ہے یعنی کا ئناتی علوم سمجھنے کے لئے
یہ معیار پو چھنا چا ہتے ہیں کہ کیسا معیار ہو نا چا ہیے کہ وہ سمجھ جا ئے ۔

جواب :بسم اللہ ...

ہم جب علوم بارے میں گفتگوکر تے ہیں یا علوم کے سیکھنے کا تذکرہ کر تے ہیں
یا ہم علوم سیکھتے ہیں یا سیکھا نا چا ہتے ہیں یا اپنی اولادوں کو سیکھا نا چا
ہتے ہیں تو سب سے پہلے جو بنیاد ہے وہ یہ ہے کہ اس علم کو سیکھانے کے لئے
ایک ستاد ہو نا ضروری ہے دنیا میں کو ئی بھی علم کو ئی بھی فن ایسا نہیںہے
جو استاد کے بغیر آتا ہو اگر کو ئی علم بظاہر استاد کے بغیر آتا بھی ہے اس کے
پیچھے بھی کو ئی استاد ہو تا ہے یا استا د کا علم ہو تا ہے مثلاً کو ئی آدمی جو تا
بناتا ہے وہ جو تا سینے کے فن سے واقف نہیں ہے اور جو تا سینے کے فن سے
استاد سے نہیں سیکھا تو کچھ بھی جو تا کیسے بنا ئے گا وہ جو تا اس طرح بنا ئے
گا اگر اس سامنے کو ئی جو تا ہو گا اور وہ جو تے کی نقل کر ے گا تو اس کا
مطلب یہ ہوا کہ استاد کی ضرورت جو تے میں پڑے گی پہلے کسی نے جو تا بنا یا
ایک صورت تو یہ ہے کہ آپ کسی مو چی کی شا گردت اختیار کر یں وہ آپ کو
یہ بتا ئے پیر کا پتا وااس طر ح بنتا ہے اوپر کا حصہ اس طر ح بنتا ہے سلا ئی اس
طر ح ہو تی ہے پیر کی طر ف سے جو تا اتنا ہو نا چا ہیے پنجے کی طر ف سے
اتنا چو ڑا ہو نا چا ہیے اب اس کا مطلب ہے کسی آدمی نے استاد سے جو تا بنانا
سیکھا دو سری صورت یہ ہے کہ آپ نے اس جو تے کو دیکھا دیکھنے کے بعد کھول
لیا کھو لنے کے بعد یہ دیکھا کہ اس کی سلا ئی کس طر ح ہو ئی ہے اور اس سلا
ئی کی بنیاد پر آپ نے ایک جو تا بنا لیاتو اس کو بھی ہم یہی کہیں گے کہ آپ نے
استاد جو فن ہے وہ جو تے سے سیکھ لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ استاد کی
جگہ تو تب بھی خالی نہیں ہے اگر کو ئی استا د کبھی جو تا نے بناتا تو آُ جو تا
نہیں بنا سکتے دو سری صورت یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اسکولوں میں بھیجتے
ہیں وہاں وہ الف ب

ABCD

پڑھتا ہے اور اس استاد کی نگرانی میں وہ پڑھتا چلا جا تا ہے

B.A

ہو جا تا ہے

M.A

ہو جا تا ہے ۔

P.H.D

جو بھی کچھ بنتا ہے وہاں بن جا تا ہے ایک صورت یہ ہے کہ بچے وہی زبان سیکھتے ہیں جو والدین بو لتے ہیں۔ان کو یعنی بچوں کو الف ب ت یا کتا ب سے یا تختی سے ما دری زبان نہیں سیکھا ئی جا تی لیکن برحال اس کو اسی طر ح کہا جا ئے گا کہ بچے نے ماں کو اور با پ کو اپنا استاد سمجھ کر لا شعوری طور پرزبان سیکھی جو ماں باپ سیکھتے ہیں۔ یعنی اسے ایسا ما حول مل گیا اس ماحول سے اس نے بجا ئے اس کے کو ئی استا د کہتا کہ کو ئی استاد ککہتا کہ جی پا نی تو وہ پا نی سیکھتا ماں باپ کو کہتے سنا با ر با ر سنا والدین نے بچے سے کہلا یا پا نی اب نہیں ہے چھو ٹے چھوٹے بچے کو مان با پ سیکھا تے ہیں چھو ٹے چھو ٹے اب اماں آیا چھو ٹے چھوٹے لفظ بچوں کو سیکھا تے ہیں اور وہ چھو ٹے چھو ٹے جو لفظ ہیں بڑے بڑے لفظوں میں تبدیل ہو جا تے ہیںاور بچے ما دری زبان بو لنے لگتا ہے پر صورت یہ ہے کہ جو ما دری زبان ماں باپ بو لتے ہے وہی بچے بو لتا ہے مثلاً پنجا بی زبان ہے روالپنڈی کی الگ ہے، لا ہو رکی الگ ہے، ملتا ن کی الگ ہے،سراقی کی بالکل ہی الگ ہے اب حالا نکہ پنجا بی زبان ہے اب جیسے اردو ہے بعض ایسی بو لی جا تی ہے بڑی آدبی ہو تی ہے کہ آئیے ،جا ئیے ،بیٹھئے،تشریف رکھئیے اور کہیں ایسا ہو تا ہے کہ والدین آئو ،جا ئو ،کھا ئو تو اس کو دکھ کر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بچے بھی وہی زبان سیکھتا ہے اس کے والدین یعنی اس کے استاد جو سیکھا دیتے ہیں ۔ مقصد یہ ہوا کہ دنیا کا کو ئی بھی علم ایسا نہیں ہے کہ جو آپ بغیر استاد کے سیکھ سیکیں یا قاعدے سے اب سوال یہ پیدا ہو تا ہے کہ ما ورا ئی علوم کیسے سیکھیں،روحانی علوم کیسے سیکھیں ،آسمانی علوم کیسے سیکھیں کیونکہ قاعدے تو نہیں ہے اور استاد کے بغیر آپ نہیں سیکھ سکتے تو ما ورا ئی علوم سیکھنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ جو استاد فراہم کئے ہیں وہ پیغمبر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے اوپر ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبر بھیجے یعنی ایک لا کھ چو بیس ہزار پیغمبر حضرات استاد بن کر نوع انسانی کے لئے آئے ہیں۔تا کہ وہ انسانوں کو یہ علوم سیکھا دیں جو علوم اللہ تعالیٰ نے خود سیکھا ئیں یا فرشتوں جے ذریعے سیکھا ئیں اب حضور پاکﷺ غا ر حرا میں کا ر فرما ہیںقرآن پڑھنا چا ہتے تھے خود پڑھا سکتے تھے حضرت جبرا ئیل علیہ السلا م کو کو بھیج دیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے درمیان میں جبرا ئیل کو ادریس بنا کر بھیجا اور انہو ں نے کہا اقرا ء بسم ربک الذی ...خلق

خلق انسان من علق... مطلب یہ ہوا کہ آپ کو آسمانی علوم سیکھنے ہیں تو آپ
کو وہی درسگا ہ اسی درسگا ہ کا انتخاب کر نا پڑے گا جس درسگا ہ میں
روحانی علوم سیکھا ئے جا تے ہیں جو پہلے کی درسگا ہ ہیں وہ پیغمبر ونکی
درسگا ہ ہیالہا می کتا بیں ہیمثلاً قرآن پاک ہے ،تو ریت ہے، زبور ہے ،انجیل ہے
وغیرہ وغیرہ بہت سارے صحا ئف ایسے ہیں جن کا کچھ پتا ہی نہیں ہیاس لئے
کہ ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبر اس دنیامیستشریف لا ئے تو کتا بیں بھی تو
ہزاروں کی تعداد میں آئی ہو نگی نہ ہمارے سامنے تو چا ر کتا بیں ہیں اب اگر
کو ئی آدمی رو حانی علوم سیکھنا چا ہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چا ہتا ہے
تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ پیغمبروں کی طر زفکر کو اپنا
ئیں یعنی پیغمبروں کو اپنا استا دما نے کہ پیغمبر کس طر ح سوچتے ہیں پیغمبر
کس طر ح سوتے ہیں، پیغمبر کس طر ح دنیا وی زندگی گزارتے ہیں، پیغمبر کس
طر ح ماں باپ کے سا تھ سلوک کر تے ہیں، پیغمبر اپنی اولاد کے ساتھ کیا سلوک
ہے، اپنے ازواج متحرات کے ساتھ کیا سلوک ہے جب تک کسی آدمی کے اندر
پیغمبرا نہ طر زفکر پیدا نہیں ہو گی وہ صیحح معنوں میں پیغمبر کو اپنا استاد
نہیں بنا ئے گا اور اس کو کو ئی بھی رو حانی علوم نہیں آئے گا ۔ اب پیغمبروں
سے پیغمبر تو سامنے ہے نہیں پیغمبر علیہم الصلوٰ ۃ والسلام تشریف لا تے رہے
ایک لا کھ چو بیس ہزار پیغمبر تشریف لا ئے اور لا کر اور آخری پیغمبر رسول اللہ
ﷺتشریف لا ئے اور نبوت ختم ہو گئی ہتو اب پیغمبر سامنے نہیں ہے تو اب کیا ہو
گا اب پیغمبروں کی چھوڑی ہو ئی کتا ب جو ہے وہ ہماری استا دہو گی ہاس
سے ہم نجا ت حاصل کر یں گے اب جیسے قرآن پاک ہے اب قرآن پاک ایک ایسی
کتاب ہے کہ جس میں تمام رو حانی علوم بھی مو جود ہیں تمام دنیا وی علوم
بھی موجود ہیں ہدنیا وی ایجا دات کے فارمولے بھی اس کے اندر موجود ہیں
آسمانی تسخیر کے فا رمولے بھی موجود ہیں لہذا اگر کو ئی آدمی رو حانی علوم
سیکھنا چا ہتا ہے تو اس کے لئے استا دکا درجہ جو ہے وہ کتا ب قرآن پاک ہے ۔
اب سوال یہ پیدا ہو تا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو علوم مخفی رکھ دئیے
انسانوں کے لئے اس کے سیکھنے کا کیا معیار ہےہ قرآن تو موجود ہے قرآن میں
ّآسمانی علوم بھی موجود ہیں قرآن میںدنیا وی علوم بھی موجو دہیں قرآن میں
تاریخ بھی ہے قرآن میں کس طر ح زندگی گزاریں وہ بھی موجود ہے اگر ہمیں
قرآن سے ہی رجو ع کر نا پڑے گا اگر ہم قرآن کو ہی اپنا استاد بنا لیں تو اس کو
استاد کیسے بنا ئیں اور اس کو قرآن کس استاد کی صورت میں بن سکتا ہے کہ
جس کی بنیاد پر ہم قرآن سے معاورائی علوم اور رو حانی علوم سیکھ سکتے
ہیں اب کیا معیار ہو گا اس کا اب قرآن پاک کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ
معیار بیان کیا ہے بالکل واضع طور پر اللہ تعالیٰ نے فرما دیا الم ذلک الکتاب اب
وہ معیار اللہ تعالیٰ بیان کر رہے ہیں کہ کو ن سے معیار سے آپ اللہ تک پہنچ
سکتے ہیں ہکون سے معیار سے آپ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ سکتے ہیں کس معیار
کو آپ اپناکر رو حانی علوم سیکھ سکتے ہیں اور کس معیار کو آپ اپنا کر غیب

کی دنیا میں داخل ہو سکتے ہیں بڑی وضا حت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان فر
ما یا ہے آپ رو ز پڑھتے ہیں سورۃ بقرہ کا پہلا رکو ع ہے الم ذلک الکتاب بہت
سیدھی سی بات ذلک معنی یہ کتاب کتاب معنی قرآن پاک یعنی اللہ کا کلام قرآن
مجید آسمانی کتاب ذلک اکتاب... یہ کتاب لا ریب یہ کتاب ایسی ہے کہ جس میں
کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجا ئش نہیں ہے لا ریب وفی اس میں کو ئی
بھی شخص نہیں ہے وسوسہ نہیں ہے بے یقینی نہیں ہے آپ یہ نہیں سو چ
سکتے کہ نا اعوذ با اللہ اس میں شیطان نے کو ئی داخل دے دیا ہے ...لاریب و فیہ
لا ریب نہیں کو ئی شخص یہ فیہ اس میں ایسی کتاب ہے اللہ کی رسول اللہﷺ
پرنازل فرما ئی اس میں کسی بھی قسم کا کو ئی شک نہیں ہے پہلی بات تو یہ
ہے اس کتاب سے فا ئدہ اٹھا نے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر شک نہ ہو
اگر انسان کے اندر شک ہو گا تو وہ قرآن پاک سے فا ئدہ نہیں اٹھا سکتا اس لئے
اس کتاب میں شک ہے ہی نہیں جب شک ہی نہیں ہے تو ایک مشکوک آدمی
اس کتاب سے کیسے فا ئدہ اٹھا سکتا ہے شک نہ ہو نے کا مطلب یہ ہے کہ بس
قرآن نے جو کہہ دیا بس کہہ دیاایسا نہیں ہے آپ نے یہی کہا کہ اس کا یہ
مطلب بھی ہو سکتا ہے اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے نہیں اس کا یہ
مطلب نہیں اس کا یہ مطلب نہیں نہ لا ریب و فیہ لا ریب لا کہتے ہیں شک کو
فی معنی اس میں لا ریب نہیں ہے شک اس میں یعنی یہ کتاب ایسی ہے اس
میں شک شبہ کی کو ئی گنجا ئش ہی نہیں ہے لہٰذا کو ئی ایسا آدمی جس کے
اندر شقوق او ر شبہا ت ہو نگے بے یقینی ہو گی وہ اس کتاب سے فا ئدہ نہیں
اٹھا سکتے پھرآپ رسول اللہ ﷺکی طر زفکر کوآپ اپنا ئیں تو اس کا کیا معیار ہو
گا آپ اللہ کی کتاب سے استفا ئدہ حاصل کر نا چا ہیں آپ اللہ کی کتاب میںجب
تفسیری فا رمولے کا ئناتی ان سے آپ اللہ کاعر فان حاصل کر نا چا ہیں ،یا دنیا
میں داخل ہو نا چا ہیں فرشتو ں کو دیکھنا چا ہیں، تو اس کا کیا معیار ہے تو
پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اندر شک نہیں ہو بس جو اللہ نے کہہ دیا ٹھیک ہے
اللہ کے رسول نے کہہ دیاٹھیک ہے اس میں ہماری عقل جو ہے زیر بحث نہیں
آتی اگر عقل زیر بحث آئے گی تو شک پیدا ہو گا ۔ دو سری بات معیار سے متعلق
اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں کہ دو سرا معیار یہ ہے ھداللمتقین دوسری بات یہ ہے کہ
انسان کے اندر شک نہیں ہو تا یقین ہو تا ہے دو سرا معیار یہ ہے پہلی کتاب جو
قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ پر نا زل فرما ئی ہے یہ کتا ب
ہدایت دیتی ہے متقین کو دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ھدی للمسلمین نہیںکہا، ھدی
اللمنفقین نہیں کہا ، ھدی للکفرین نہیں کہا ،ھدی اللمشرکین نہیں کہا ھدی
اللمتقین کہا شر ط ہے اگر اس کتاب سے آپ کو فا ئدہ اٹھا نا ہے آپ کو متقی
ہو نا ضروری ہے غیر متقی آدمی اس کتاب سے فا ئدہ نہیں اٹھا سکتا ۔ اب دو
معیار ہیں ایک معیار یہ کہ ہمارے اندر شک نہیں ہو یعنی اللہ اور اللہ کے
معاملات میں ہمارے اندر شک نہ ہو بس جو اللہ نے کہہ دیا جو اللہ کے رسول
اللہﷺ نے کہہ دیا اب ٹھیک ہے ہماری سمجھ میں آتا ہو نہیں آتا ہو اس میں کو

ئی بحث نہیں بس اللہ نے کہہ دیا اس میں رسول اللہﷺ فرما تے ہیں دوسرا
معیار یہ ہے کہ شک نہیں ہو نا چا ہیے لیکن شک کے ساتھ ساتھ ہمارے اندر
استقاء بھی ہو نا چا ہیے تقویٰ بھی ہو نا چا ہیے طہارت بھی ہو نا چا ہیے پا کی
پا کیزگی بھی ہو نا چا ہیے ایک آدمی میں شک نہیں ہے لیکن وہ پا کیزہ نہیں
رہتا ایک آدمی کے اندر شک نہیں ہے لیکن ایک آدمی کے اندر شک نہیں ہے وہ
اللہ کی طر ف رجو ع ہی نہیکر تا پہلی بات ہے شک نہیںہے دو سری بات ہے
کہ وہ آدمی اب دیکھئے اللہ تعالیٰ جو بھی بات کہتے ہیں وہ ادھوری نہیں کہتے
قرآن پاک میں فرمایا لا یغدر ... کہ قرآج پاک ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں
اللہ تعالیٰ نے ہر چھو ٹی سے چھوٹی ہر بڑی سے بڑی بات کی وضا حت فرما ئی
ہے االلہ تعالیٰ کو بات کہتے ہیں کبھی ادھو ری نہیں کہتے ہیں اآپ قرآن پڑھیں
مشکل تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن پر غور کر نا ہی چھوڑ دیا ہ قرآن میں کو
ئی بھی بات لے لیں ادھو ری نہیں ہو گی پو ری وضا حت ہو گی اب دو معیاروں
پر ایک یہ کہ شک نہ ہو اور دو سرا یہ ہے کہ آدمی متقی نہ ہو ہ اب اللہ تعالیٰ
فرما تے ہیں کہ متقی ہو نے کا کیا معیار ہے ہ متقی کی بھی کوئی تعریف ہو نی
چا ہیے هداللمتقین ...ان لوگوں کو ہدا یت بخشتی ہے جو متقی لوگ کون ہیں
هدا لالمتقی متقی لوگوں کی کیا پہچان ہے متقی لوگ کیا ہو تے ہیں متقی
لوگوں کی فہم کیا ہو گی متقی لوگوں کی طر ز فکر کیا ہو گی الذین یو منو نا
با لغیب ... متقی لوگوں کی تقریف یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہو تے ہیں جو غیب
کے اوپر یقین رکھتے ہیں اب غیب کے اوپر یقین رکھتے ہیں اب یقین کی کیا

Difination

ہے اب یقین کی بھی کو ئی

Difination

ہو ی چا ہیے الذین یو منو نا بالغیب ...یقین کی کیا

Difination

تو یقین کی یہ ہے کہ جب تک آپ کسی چیز کو آپنے آپ سے نہ دیکھ لیں اس کا
مشا ہدہ نہ کر لیں آپ کو یقین کی

Difination

نہیں آئے گی ہ اس کی مثال میںنے پہلے بھی دی ہے کہ صاحب آپ کسی جج کے
سامنے کھڑے ہو ئے ہیں عدالت میں بڑی عدالت میں گو اہ کی حیثیت سے
وہاںموجود ہیں ہگو اہی دے رہے ہیں عدالت آپ سے پو چھتی ہے کہ آپ نے اس
کو چو ری کر تے دیکھا ہے آپ نے اس کو قتل کرتے دیکھا ہے تو آپ کہیں گے نہیں
صاحب دیکھا تو نہیں ہے لیکن بہت ہی میرے بزرگ ہیں بہت بڑے ہیں مجھے ان
پر پو را پو را اعتماد حاصل ہے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے قتل کیا لہذا

اسن بنیاد پر میںنے گو اہی دی آپ بتا ئے آپ عدالت اس گو اہی کو قبول کر ے گی
عدالت کہیں گی بھئی آپ جا ئیں اس بندے کو لے آئیں جس نے دیکھا تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ شہا دت کا تصور اسی وقت قائم ہو تا ہے جب آپ اس کا مشا
ہدہ کر تے ہیں هد اللمتقین یہ کتاب ان لوگو ں کو ہدا یت بخشتی ہے جو متقی
ہیںاور اورمتقی لوگوں کی تقریف یہ ہے کہ وہ غیب کو دیکھتے ہیںغیب پر یقین
رکھتے ہیںایک تو تقریف نہیں ہو ئی غیب سے ان کے اندر ایسی نظر کھل جا تی
ہے ان کے اندر روح کی آنکھ کھل جا تی ہے جس رو ح کی آنکھ سے وہ غیب کی
دنیا کا مشا ہدہ کر تے ہیںیو م الصلوٰ ة پہلی تو تعریف یہ ہو ئی متقی کی پہلے
تو یہ غیب کے اوپر یقین رکھتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل و کر م سے رسول
اللہﷺ کی نسبت سے اپنے پرو مر شد کے فیض سے ان کے اندر وہ نظر کھل جا
تی ہے جو ان کی وہ رو حانی آنکھ کھل جا تی ہے جس رو حانی آنکھ سے وہ
غیب کی دنیا کا مشا ہدہ کر تے ہیں دو سری صورت یہ ہے ...اور وہ قائم کر تے
ہیں صلات صلا ت کاتر جمہ آپ نماز کر تے ہیں اور نماز کا تر جمہ قرآن پاک
میں صلات ہی آیا ہے نماز کہیں نہیںآیا ویقم... صلات قائم کر تے ہیں یعنی اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ان کا ایک تعلق اور رد قائم ہو تا ہے ہنماز کیا ہے اگر نماز میں
اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رد قائم نہ ہو تو نماز جسمانی طور پر اور رو حانی طور
پر بھی نماز کا مطلب ہی یہ ہے جب آپ نماز میں کھڑے ہو ئے ہیں آپ نے نماز
میں اللہ و اکبر کہہ کر نیت با ندھی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہر چیز کی
نفی کر دیےاور آپ اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ کائنات میں اللہ سے بڑا کو
ئی نہیں ہے ہاللہ و اکبر کا مطلب کیا ہے آپ اس بات کا اطرا ف کر رہے ہیں
اس بات کا عہد کر رہے ہیں اب جب ہم اس مسلے پر آکر کھڑے ہو گئے تو اب
ہر چیز کا ئنات میں چھو ٹی ہے اور اگر بڑا ئی کی حیثیت رکھتیء ہے تو وہ اللہ
ہے تو متقی لوگوں کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو تا ہے وہ پا نچ وقت ساتھ وقت
اللہ تعالیٰ کے حضور حا جر ہو تے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے حضور میں ان کا ا ن
کی روح کا ان کے قلب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جا تا ہے یہ معیار میں بیان
کر رہا ہون ومما یو نفقون ...دو سری بات یہ ہے متعی لوگونکی دو سری تعریف
یہ ہے جو کچھ وہ خرچ کر تے ہیں یعنی جو وسائل ان کو حاصل ہیں جن وسائل
میں ہو زندہ ہیں جن وسائل میں وہ مر رہے ہیں جن سائل میں وہ مر رہے
ہیں جن وسائل میں وہ شا دیاں کر رہے ہیں کھا رہے ہیں پی رہے ہیں ان کی
اولاد ہو رہی ہے ان کا اس بات پر یہ یقین ہو تا ہے کہ یہ سارے جو وسائل ہیں
یہ سارا جو رزق ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اب ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہی دے
رہا ہے دیکھیں آدمی جب پیدا ہو تا ہے پہلے سے وجودہو تے ہیں سارے وسائل تو
کبھی ایسا نہیں ہو ا کے دنیا میں میں پیدا ہو ا جب وسائل بنے کبھی ہو ا ہے
ایسا بچے بعد میں پیدا ہو تا ہے وسائل پہلے ہی بنتے ہیں زمین بھی موجود ہے
ہوا بھی موجود ہے آکسیجن بھی موجود ہے ماں کے سینے سے کو اللہ تعالیٰ نے
پہلے سے دودھ کا سے بھر دیا ماں کے دل میں شفقت اور ممتا بھر دی کے آپ کا

پال سکے پو س سکے تمام عزیز محلے دار جب بچہ پیدا ہو تا ہے خوشی خوشی
آتے ہیں سب دیکھنے آتے ہیں سب کو خوشی ہو تی ہے کیوں اس لئے کہ جو نبچہ
یہاں پیدا ہو رہا ہے اس کے لئے بھی ایک وسیلہ ہے کہ لوگ اس کو دیکھ کر
خوش ہو لوگ اس کی پر وارش کر یں اور لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہو ئی نعمت
کا شکر ادا کر یں تو امما ...کہ جو کچھ وہ خر چ کر تا ہے وہ اس بات پر یقین
رکھتا ہے جو کچھ بھی دیا ہے وہ ہمارے رب کا دیا ہو ا ہے هو ا...یہی وہ لوگ
ہیں جو ہدا یت یا فتہ ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلا ں جن کے نصیب میں اور
مقدر میں لکھ دی گئی ہے اللہ نے جو سوال کیا اللہ تعالیٰ نے جو کاک ئنات میں
علوم دے اس کا کیا معیار ہے اس کا معیار یہ ہے کہ استاد ہو جیسے میں نے
عرض کیا کہ علم بھی استاد کے بغیر آدمی سیکھ نہیں سکتا پھر یہ کہ استاد ایسا
ہو جو پیغمبر انہ طر ز فکر رکھتا ہو اب پیغمبر تو ہیں رسول اللہﷺ پر نبوت ختم
ہو گئی ہےاب رسول اللہﷺ نے جو اللہ کی کتاب چھو ڑی وہ ہماری کتاب ہے وہ
ہماری رہنما ہے اس کتاب سے اگر ہم استفا دہ کر یں گے اس کتاب میں جو
معیار مقرر کر دئیے ہیں کا ئناتی علوم سیکھنے کے لئے ان معیارات پر ڈھالنے کے
لئے تو ہمیں کا ئنات علوم آجا ئیں گے اگر ہم کا ئنات کے بیان کر دہ معیارات کو
قبول نہیں کر یں گے اور قرآن پاک کے معیار کر بیانات میں خود کو ڈھا ل نہیں
لیں گے اس وقت تک ہم کو ئی بھی رو حانی علم نہییں سیکھ سکتے نہ ہم
رسول اللہﷺ کی جو تعلیمات ہیں نہ ان کو سیکھ سکتے ہیں اور نہ اللہ کے جو
پھیلا ئے ہو ئے جو علوم ہیں ان کو نہ سیکھ سکتے ہیں جہاں تک علوم سیکھنے کا
تعلق ہے قر 'آن جو ہے بڑا مشکل ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا بہت مشکل کتاب
ہے اس کے بار ہ میںبھی اللہ تعالیٰ نے ایک معیار قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ فرما تے
ہیں جہاں اللہ علوم سیکھنے کا تذکرہ آتا ہے وہاں ولقد ...میں نے اپنے بندوں کے
لئے قرآن کو سمجھنا آسان کر دیا ہے کو ئی سمجھنے والا یہ معیار قرآن کا معیار
ہے اگر آپ کے اندر یقین ہے اگر آپ کے اندرتقویٰ ہے اگر آپ کے اندر جو رو ح ہے
وہ روح بیزار اور متحرک ہو رہی ہے تو قرآن آپ کے لئے سمجھناآسان ہو گا ...
کہ ہم نے قرآن کو سمجھنا آسان کر دیا ہے کو ئی سمجھنے والادو سری بات اللہ
تعالیٰ تک رسائی یہ تو انہوں نے کہا کہکس طر ح علوم سیکھے جا تے ہیں ان کو
یہ سوال بھی کر ناچاہیۓ ہم اللہ تعالیٰ کیسے پہنچ سکتے ہیں ہ اللہ کو ہم
کیسے دیکھ سکتے ہیں اللہ سے ہم کیسے با تیں کر سکتے ہیں اللہ سے ہم کیسے
اپنی در خواستیں قبول کر وا سکتے ہیں جس کا بھی معیار قرآن نے بیان کیا ہے ہ
قر آن کہتا ہے جب تم ازل میں پیداہو ئے تو تمہا ری رو ح تھی جسم نہیں تھانا
قابل تذکرہ روح تھی تمہا رے اندر رو ح ڈال دی تم سنے لگے تم بولنے لگے تم کھا
نے لگے تم پینے لگے ازل میں جب تمہار ے اندر رو ح پیدا ہو ئی تو اس رو ح کو
مخا طب کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمیا الدت ابر بکم ...اہ رو حوں میں تمہارا رب
نہیں ہوں سارو حیں ایک طر ف متوجہ ہو گئیں ، قالو البلیٰ اے رب العالمین ہم
اس بات کا عہد کر تے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ

ازل میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ بھی چکے ہیں ،ازل میں آپ کی روح اللہ تعا لیٰ کی
آواز بھی سن چکی ہے آپ کی رو ح اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اللہ کی ربو بیت کاا
قرار کر چکی ہے عہد کر چکی ہے تو آپ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ چکے ہے جسمانی
طو ر پر آپ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے ہیں وہ اس لئے کہ آپ نے جسم کو اپنا
پر دہ بنا لیا آپ روح کے اندر اتر نا ہی نہیں چا ہتے اب اللہ تعالیٰ اپنے دیکھنے کا
ایک معیار بتا تے ہیں مجھے کچھ دیکھنا مشکل کام نہیں ہے مجھے کچھ دیکھنا
مشکل کام نہیں ہے کیوں اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں ...افلا...میں تمہا رے اندر ہوں
میریب بندوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو میں
تو تمہا رے اندر بیٹھا ہو ا ہو مطلب یہ کہ ایک معیار یہ بھی ہے اللہ تعالیٰ ہم
سے آپ سے دور نہیں ہے آپ نے سنا ہو گا اللہ تعالیٰ دل میں رہتا ہے°ہکیا
مشکل کام ہے آپ دل میں دیکھیں ندل میںدیکھنے کی کو شش کر یںاستفا دہ کر
تے ہیںاس نظر کو جو نظر اللہ تعالیٰ کو ازل میں دیکھ چکی ہے پھر آپ اللہ
تعالیٰ کو دیکھ لیں گے اللہ تعالیٰ سے واقف ہو جا ئیں گے او ر جب آپ اللہ تعالیٰ
کو دیکھ لیں گے اللہ تعالیٰ سے واقف ہو جا ئیں گے تو ظا ہر ہے آپ اللہ تعالیٰ
سے ہم کلام بھی ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بات بھی کر سکتے ہیں اللہ تعا لیٰ
سے اپنی درخواست منظور بھی کر سکتے ہیںکیوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی
فرمایا ہے میرے بندوں میں تم سے ستر مائوں سے زیادہ محبت کر تا ہوں ایک
آدمی اپنی ساری با ت منوا سکتا ہے جو ایک حس سے محبت کر تی ہے تو اللہ
تعالیٰ تو ستر ما ئوں سے محبت کر تا ہے اب اللہ تعالیٰ تو بات سن ہی سکتا
ہے یہ تو تمام عالم اسلام میں اطلاع ہے کہ مسلمانوں کی خون ریزی ہو رہی
ہے میں دیکھو انڈیا میں دیکھو ادھر دیکھو ادھر دیکھو جدھر دیکھو مسلمانوں کا
قتل عام ہو رہا ہے اس کی بنیا دی وجہ یہ ہے اانسان نے اللہ کا اور اللہ کے رسو
ل اللہ کا جو بنایا ہوا معزاج ہے اس کو تو ڑ دیا ہے او ر اس سے قطع تعلق تو ڑ
دیا ہے اگر آج ہمارے اندر وہی معیارات پیدا ہو جا ئیں جو ہمارے اسلاف میں تھے
ہمارے بزرگو ں میں تھے صحا بہ اکرام میں تھے یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے
اسلاف ہمارے بزرگ ساری دنیا میں فتح حاصل کر تے چلے گئے جبکہ وہ تھو ڑے
سے تھے ہم مسلمان ایک کروڑ مسلمان ہر جگہ پٹ رہے ہیں اس کی وجہ یہی
ہے ہم نے ازل میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی آواز سن کر الست بر
بکم جب قالو البلیٰ کہا جی ہاں ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ آپ ہمارے رب
ہیں ہم اس آواز کو بھول گئے ہیں اور اس آواز کو ڈھو نڈنے کی کو شش نہیں
کر تے اور قرآن پاک میںتفکر کریں گے تو اس آواز کو ڈھو نڈنے کے اوراس آواز سے
فا ئدہ اٹھا نے کے فارمولے اور فا ئدے بھی موجود ہیں۔ تو بھا ئی میرے معیار یہ
ہے با طنی علوم سیکھنے کا کہ قرآن سے آپ رجو ر کر یں اور قرآن کو اپنا استاد
بنا ئیں اور قرآن کو اپنا رہنما تسلیم کر لیں انشا اللہ آپ کی حیثیت جو ہے وہ ان
لوگوں کی ہو جا ئے گی ۔...اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 70

Track 2

Time 16:53

۲۔رو حانی استاد اپنے شا گردوں کی کس طر ح تر بیت کر تا ہے ؟

یہ بات کئی بار بیان ہو چکی ہے روح کا تعین یہ ہے کہ وہ کسی مر کز پر کسی
روح پر کسی جب تک کو ئی چیز نظر نہیں آتی اس کا یہ ہے کہ آدمی کو ئی چیز
دیکھتا ہے جب وہ اس چیز پر نظر ٹھہر تی ہے تو اس چیز کا عکس دماغ کے اندر
منتقل ہو جاتا ہے اوردماغ کے اندر منتقل ہو نے کے بعد دماغ میں ایک اور ایجنسی
ہے وہ یہ چیز یہ اطلاع فراہم کر تی ہے کہ ٹھو س پانی ہے ما ئع ہے اور یہ جو
پلک جھپکنے کا عمل ہے اس کی مثال جو ہے کمرے کی دی جا تی ہے تو مثال
آسانی سے سمجھ میں آجا تی ہے کمرے کے اندر جو لنسیس ہیں یعنی گلاس
ہیں ان کو آپ تصور کر لیا جا ئے کمرے میں جو کچھ ہے پھر اس کے بعد شیشے
لگا کر دیکھتے ہیں لیکن لینس کے پیچھے ایک ایسا پر دہ ہے جو فلم کے در میان او
ر جب ہم بٹن ڈبا تے ہیں اور شٹر اس پر دے کو ہٹا دیتا ہے جو پر دہ لینس کے
اور فلم کے درمیان ہے اور فلم پر عکس پڑتا ہے اگر شٹر نہ اٹھا یا جا ئے بٹن نہ
دبا یا جا ئے اور اس فلم کے اس کے درمیان جو پر دہ ہے تو یہی جو شٹر کا عمل
ہے یہی پلک جھپکنے اور آدمی کے اندر جو آنکھ ہے اور آنکھ کا اور یہ پلک کا
جھپکنا ہے یہ پلک کی جو حر کت ہے یہ درا صل اس کا کام کر تی ہے اور آنکھ
کے اندر جو اس کو اسکر ین کہتے ہیں ۔اس شٹر کے گر نے سے اسکر ین جو ہے
وہ سامنے واضع ہو جا تی ہے اور اس کے اوپر عکس ہو جا تا ہے دو سری با ت
یہ بیان کی جا تی ہے نظر جو ہے وہ دو طر ح دیکھتی ہے ایک نظر اس طر ح
دیکھتی ہے کہ آدمی کسی چیز کو محدود دیکھتا ہے اور اس کا جو علم ہے دیکھنے
کا وہ بھی محدود ہے حا لانکہ محدود دیکھنا تقریباً لا محدود چیز بھی دیکھتا ہے
مثلاً زمین جو ہے سورج کا اگر فا صلہ بتا یا جا تا ہے تو نو کروڑ جب کو ئی آدمی
زمین پر کھڑے ہو کر سو رج کو دیکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی
نظر میں نو کروڑ میل دیکھنے کی حس جو متحرک ہو چکی ہے ۔ اگر نو کروڑ
میل دیکھنے کی سکت متحرک ہو تو سو رج کو نہیں دیکھ سکتا ۔ دو سری یہ ہے
کہ اس محدودیت کا یہ عالم ہے اگر آنکھوں کے سامنے با ریک سے با ریک پر دے
بھی آجا ئے تو انسان کچھ نہیں دیکھ سکتا اب اسے یہ معلوم ہو ا کہ انسان کے
اندر دیکھنے کا جو عمل ہے وہ ایک طر محدود بھی ہے اور ایک طر ف لا محدود
بھی ہے تو وہ گو شت پو ست کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کا علم جو ہے وہ
زیر بحث آجا تا ہے ایک اس کا علم یہ ہے کہ ہم سو قدم سے زیادہ نہیں دیکھ

سکتے جب وہ علم متحرکہ ہو تا ہے تو اس کے سو قدم کے آگے دو سرا یہ ہے کہ
اس کا میں لا محدود رخوں میں دیکھ سکتا ہوں کہ وہ چا ند کو بھی دیکھ لیتا
ہے سو رج کو بھی دیکھ لیتا ہے ،چا ند کو بھی دیکھ لیتا ہے کہکشانی نظاموں کو
بھی دیکھ لیتا ہے تو یہ پلک جھپکنے کا عمل جو ہے یہ دراصل اس عکس کو
دماغ کی اسکرین پر پہنچانے کا ذریعہ ہے ایک نظر اور کام کر تی ہے وہ یہ ہے
کہ مادیت جو ہے وہ حلف ہو جا تی ہے نظر کے سامنے سے نکل جا تی ہے ایسی
صورت میں مادیت جب نظر کے سامنے سے نکل جا ئے وہ بہت زیادہ لامحدود ہو
جا تی ہے اور غیب کی دنیا میں داخ اور غیب کی دنیا کا بھی مشا ہدہ کر لیتا ہے
جب غیب کی دنیا کا مشا ہدہ کر لیتا یعنی سکت پیدا ہو جا تی ہےتو ایسی زندگی
میں بھی پلک کا جھپکنا جو ہے وہ تقریبا ہیہی صور ت خواب دیکھنے کی ہے
خواب میں جو کچھ آدمی دیکھتا ہے جیسے سو نا کہتے ہیں سو تے ہی وہ خواب
اس میں بھی یہی ہو تا   کی دنیا میں چلا جا تا ہے کچھ نہ کچھ دیکھتا رہتا ہے
ہے کہ پلک جھپکنے کا عمل جو ہے وہ ختم ہو جا تا ہے اور اور پتلی کے اندر ایک
ٹھہرائو پیدا ہو جا تا ہے پتلی کے اندر ٹھہرا ئو پیدا ہو نے سے انسان کیے انسر کی
وہ نظر کھل جا جا تیی ہے جو ٹائم اسپیسہ سے با ہر ہے اب آپ نے دیکھا ہو گا
کہ آپ سو گئے سو نے کے بعد   ہم اڑ رہے ہیں آسمانوں میں اڑ رہے ہیں سمندر
کے اوپر سے پر واز کر رہے ہیں ایک عالم سے دو سرے عالم میں منتقل ہو رہے
ہیں لیکن جب سو نے والے بندے کی آنکھ کی ط طر ف نظر جا ئے گی اس کا جو
ڈیلا ہے وہ یہی صورت بچپن میں ہو تی ہے چھوٹے بچے جب پیدا ہو تے ہیں تو
انکی آنکھوں کو آپ دیکھئے ان کی آنکھوں میں حرکت نہیں ہو تی جب بھی وہ
کسی کو دیکھتے ہیں تو اور بہت بہت دیر تک دیکھتے رہتے ہیں ان کی پلک جو
ہے نہیں جھپکتی اس کا تجر ب ہ کبھی بھی کیا جا سکتا ہے ما شا اللہ ہر گھر
میں بچے ہیں وہ بھی یہی بات ہے کہ ان کے اندر جو نظر کام کر رہی ہے وہ ما
دی نظر سے زیادہ معاورا ئی نظر کا م کر رہی ہے اور وہ زیادہ تر اس مادی دنیا
سے آزاد ہو کردو سری دنیا ئوں میں دیکھتا ہے اور یہ بھی دیکھ رہا ہوں گا ایک
بچہ چھوٹا بچہ چھ مہینے کا چار مہینے کا لیٹا ہوا ہے کہیں اس کی ٹکٹکی بندھی
ہو ئی ہے اور پاس بھی کو ئی نہیں ہے اس کے اور وہ ہنس رہا ہے کبھی کبھی
تو وہ اتنا ہنسا ہے کہ کھلکھلا کر ہنستا ہے اور کبھی وہ ایک دم چو نک جا تا ہے
اور ڈر جا تا ہے تو اس کا ب ھی صاف مطلب یہی ہے کہ بچے کی نظر جو ہے وہ
معاورا ئی دنیا میں کام کر رہی ہے معاورائی دنیا میں اگر اسے کو ئی چیز ایسی
نظر آتی ہے جو وہ خوشی کی ہے تو وہ ہنستا نظر آتا ہے اور اگر اسے کو ئی
خوفنا ک چیز نظر آتی ہے تو وہ ڈر جا تا ہے تو قانون یہی بنا کہ نظر کا ٹا رگیٹ
جب تک نہیں بنے گا تو کو ئی چیز سامنے نہیں آتی اور نظر کا ٹا رگیٹ بننے کے لئے
ہے کہ وہ جو ہدف ہے ٹا رگیٹ ہے اس کی حیثیت ایسی ہے اس کا عکس یہ
ہیاور پلک اس جگہ ڈیلے کے اوپر نہیں آئے گی ہمرا قبہ میں جب آدمی بیٹھتا ہے
تو اس وقت بھی یہی صورت ہو تی ہے کہ جو اس کی ذہنی مر کزیت ہے وہ

مادی دنیا سے ہٹ کر معاورائی دنیا میں منتقل ہو جا تی ہے اور پو زیشن یہ ہے
کہ وہ آدمی جا گتا ہوا ہو تا ہے لیکن دراصل جو اس کے اوپر حواس ہیں وہ
خواب کے حواس ہیں اور وہ بیداری میں رہ کر خواب کے حواس میں سفر کر تا
ہے اور خواب کے حواس میں جب بھی آدمی سفر کر ے گا یا خواب کے حواس میں
جو کچھ بھی دیکھے گا تو اس میں یہ جو عمل ہے پلک جھپکنے کا حر کت کر تا ہے
یہ مواقل ہو جا ئے گا حضور اکہ اگر پلک کا جھپکنا ختم ہو جا ئے اور تک ثابت ہو
جا ئے تو آدمی دنیا سے اس پر دو سری دنیا کو دیکھتا رہتا ہے اور اس کا انہوں
نے طر یقہ بھی بتا یا ہے کو ئی تو لیہ ہو یا رو مال ہو اس کو آنکھوں پر س طر
ح با ندھ لیا جا ئے اس کی گر فت سے آنکھوں کی پتلیاں جو ہیں اب اتنی روز سے
بھی نہ با ندھ دیا جا ئے کہ پتلیوں میں درد ہو نے لگ جا ئے تو نظر کا قانو ن یہ
ہے کہ جب تک نظر کے سامنے کو ئی چیز ہدف نہیں بنے گی ، اور جب تک ڈیلے
کے اوپر جب تک پلک کی جھپک نہیںپڑے گی تو اس کا عکس جو ہے وہ آنکھ کے ا
ندر منتقل نہیں ہو سکتا ہیہ بھی ایک طر یقہ ہے کہ اگر آپ کسی چیز کو
دیکھیں چا رنقطے کے فا صلے پر کسی نقطے کو دیکھیں اور اس نقطے پر نظر اس
طر ح جمع دیں کہ آپ کو شش کریں کہ آپ کی پلک نہیں جھپکے گہی وقت لگتا
ہے لیکن کا میابی بہت جلدی ہو جا تی ہے ۔ تو جب پلک جھپکنے کا عمل جب
ساکت ہو جا ئے گا تو ڈیلے کی حرکت خود ساکت ہو جا ئے گی ۔ ایسی صورت
جو جن کے اوپر جو ہے وہ لوگ وہے بھی غائب ہو جا ئے گی کمرے بھی غا ئب ہو
جا ئے گا ہمیز بھی غائب ہو جا ئے گی ۔ یہ بھی ایک ایسا عمل ہے جب چا ہے
اس کا تجر بہ کیا جا سکے جب آپ کسی چیز کو ٹکٹکی با ندھ کر دیکھیں گے تو با
ر بار پلک جھپکے گی اورکچھ دیر آنکھوں میں جلن ہو گی کچھ دیر آنکھوں میں
سے پا نی نکلے گا منہ میں سے پا نی نکلے گا حال بہ حال ہو جا ئے گا لیکن اگر
آپ یہ کرنا شروع کر دیں تو چند رو زکے بعد یہ عمل ہو جا ئے گا ۔ پھر آپ کی
نظر گھٹ جا ئے گی اور جب گھٹ جا ئے گی تو یہ ڈیلے کی حر کت بھی ختم ہو جا
ئے گی ۔اور آپ جو اس دنیا جو مادی چیزیں ہیں ان کا عکس ہو جا ئے گا ۔
معاورائی عکس جو ہے آپ کے د ماغ میں ہو گا اس عمل کو یعنی بغیر دیکھنے کے
عمل کو اس طر ح کہا گیا ہے حضور قلندربابااولیا ء مشق کی یہ تعریف کی ہے
کہ آدمی دھوپ میں بیٹھ جا ئے اور پلک اور اس طر ح دیکھے کہ کو ئی چیز اس
کے ذہن میں نہ ہو صرف اندھیرا دیکھے ساتھ ساتھ یہ کہ کو شش یہ کی جا ئے
کہ پلک نہیں جھپکے پلک جھپکنے تو ایسی صورت جو اندھیرا جو فی الواقع ایک رو
شنی ہے تو وہ رو شنی جو ہے اپنی صلاحتوں کے ساتھ دنیا کے سامنے آجا تی ہے
اورآدمی یہ دیکھ لیتا ہے یہ اندھیرا اور تا ریخی بھی دراصل ایک رو شنی ہے اور
اس رو شنی کا نام تا ریخی اور اندھیرا ہے اور اس رو شنی میں تا ریخی کی رو
شنی میں جو دنیا آباد ہے وہ دنیا میں اس کے سامنے آجا تی ہے بات صر ف یہ ہے
کہ پلک جھپکنے کے عمل میں جیسے ہی ان دونوں چیزوں پر آپ کو یا کسی بھی

رو حانی مسافر کو کنڑول حاصل ہو جا تا ہے تو اس کی وجہ جو ہے وہ اندر کی
آنکھ کھل جا تی ہے اور وہ اندر کی چیزیں دیکھ لیتا ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 70

Track 3

Time 15:17

۳۔کیا ہر انسان پر بیس ہزار فر شتے معمور ہیں ؟

تذکر ہ میںیہ با ت آئی تھی اللہ تعالیٰ کا جو نظام ہے کا ئناتی جو نظام ہے اس
میں جو فر شتے کام کر تے ہیں حضور قلندر بابا اولیا ء نے ایک دفعہ بتا یا تھا کہ
اللہ تعالیٰ اتنا رحیم و کر یم ہے اپنی مخلوق سے زیادہ محبت کر تا ہے کہ ہر
بندہ کے ساتھ کو کائناتی نظام ہے یعنی پید ا ئش سے پہلے پیدا ئش کے بعد حشر
نشر سے پہلے بعداس لئے کہ کا ر ندے قائم کر تے ہیں تو وہ ہر ا نسان کے ساتھ
فر شتوں کی تقریباً بیس ہزار بن جا تی ہے یعنی یہاں اگر حساب کتاب لگا یا
جا ئے ،تین کاندے لگے ہو ئے ہیںاور لیکن آپ جب مشین کا تجز یہ کر یں گے کہ یہ
کا غذ چھپتے کس طر ح ہے تو مشین کے اندر جتنے بھی پر زے ہیں وہ زیر بحث
آجا ئیں گے اب مثلاً آپ چھوٹے بڑے پر زوں کو شمار کر یںوہ تین پر چل رہے ہیں
وہ تین پر زے بھی اپنے اوپر نہیںچل رہے ہیں وہ سینکڑو ں معا پر زے ہیں اور اس
میں کا غذ چھپ رہے ہیں اور اس میں بڑے سے بڑا پر دہ بھی ہے چھوٹے سے
چھوٹا پر دہ بھی ہے اب پر ز ا ہے پر زے کا تعلق ہے جنریٹر سے جب بینک سے ہے
تو جنریٹر اسے چلا رہا ہے تو اس سے سا ری مشین چل رہی ہے لیکن اس پر
غور کر یں جب اس پر لگی ہو ئی ہے تو اس کو سنبھا لنے والا صرف ایک پن ہے
ایک سو را خ ہو تا ہے اور اس میں پن لگی ہو ئی ہے اوراس پن کی اتنی اہمیت
ہے اگر آپ اس کی پن نکا ل لیں جس اگرآپ وہ پن نکال لیں تو کو ئی بھی
مشین نہیں چلے گی ۔ لہذا جتنی مشین ہیں تو یہ اسی طر ح ایک نظام ہے اللہ
تعالیٰ کا یہاں انسان بھی ہیں پھر نو ع انسان بھی ہے مشین بھی ہے پھر انسان
کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو وسائل مہیا کئے ہیں یہ پو را ایک سسٹم ہے اس سارے
سسٹم کو چلا نے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو فرشتے متعین کئے ہیں ان کا جو حساب
کتاب لگا یا ہے تو یہ حساب کتاب ہے کہ ایک ایک بندے کے ساتھ بیس ہزار فر
شتے جو ہیں وہ کام کر تے ہیںاب ان کا سوال یہ ہے کہ بیس ہزار فرشتے کام کر
تے ہیں تو شیطان تو ایک ہے وہ ہمیں کیسے بہکا دیتا ہے ۔ اور فرشتے مزاحمت
بھی نہیں کرتے تو فرشتوں جو ہیں وہ فرشتوں کو تو پتا ہی نہیں فرشتوں کے

اند ر تو اچھائی برا ئی کا تصور ہی نہیں ہے تو جب ان کے اندر اچھا ئی برا ئی کا
تصو ر ہی نہیں ہے تو وہ شیطان کو کیسے رو کیںگے تو انسان کے لئے اللہ تعالیٰ
کی اتنی بڑی صنا عی ہے جس کی کفا لت بیس ہزار فرشتے کر رہے ہیں اس کے
با وجود بھی وہ شیطان کے بہکاوے میں آجا تا ہے تو انسان کی نا دانیت کیا ہے
تو کہتے ہیں کہ صاحب بیس ہزار فرشتے کام کر تے ہیں تو شیطان کیسے غالب
آجا تا ہے تو شیطان تو اس طر ح غالب آجا تا ہے تم بیس ہزار فرشتوں کو
اہمیت ہی نہیں دیتے تو شیطان کو تسلیم دیتے ہو آدمی جھو ٹ بو لتا ہے اور بے
پنا ء جھو ٹ بو لتا ہے حضور قلندر بابا اولیا ء مجھ سے فرمایا کر تے تھے مجھے تو
مسلمانوںن پر بڑی حیرت ہو تی ہے جھو ٹ بو لتے ہیں کو ئی فا ئدہ نہیں جھو
ٹ بو لنے سے سب لوگ جھو ٹ بو لتے ہیں ایک پیا لی چائے مل جا ئے ...ریکا رڈنگ
سمجھ نہیں آرہی ...خماں خیاں کا جھو ٹ اب اس میں آپ یہ کہیں کہ جھو ٹ
بو لنا جو ہے وہ شیطان کی طر ز ی ہے رحمان کی طر زی تو ہے با وجود یہ
جانے کہ شیطا ن کی طر ز ی ہے آپ اسے قبول کر تے ہیں پھر بھی شیطان میں
تو اللہ میاں کیا کر یں گے میں نے تو آپ کو بتا دیا کہ بھئی جھو ٹ بو لنا کسی
کی دل آزاری ہو جا ئے آپ اپنی نسل دیکھ رہے ہو تعصب حضور نے فرمایا جو
بندہ تعصب پر گیا او جو بندہ تعصب پر مر ا اس یہاں مسلمانوں میں تعصب کے
علاوہ کو ئی چیز ہی نہیں ہے اب کہنا با ر بار اچھا نہیں لگتا تعصب کا یہ حال
ہے کہ ہم مسلمان بعد کر تے پہلے ہیں مسلمان بعد میں بربلوی پہلے ہیں
مسلمان بعد میں شیاں پہلے ہیں یہ اند ھیری تعصب ہے تو اس میں آپ جا نتے
ہیں سب کچھ تو اللہ کیا کر ے بتا ئیے بھئی تعصب میں کو ئی مسلمان تعصب
والا بندہ ہے حشر جو ہے وہ میرے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرما یا کہ تفرکوں
میں بننے والا بندہ جو ہے تو اس کے با وجود آپ یہ جا نتے ہیں کہ اس تفر کہ سے
کو ئی فا ئدہ نہیں ہو تا نقصان ہی ہو تا ہے تعصب سے قلیل کسی کو فا ئدہ
پہنچا نہیں پہنچا پھر بھی آدمی تعصب میں جی رہا ہے مر رہا ہے تو کیونکہ
شیطان نے آپ کو بھڑ کا دیا اس میں آپ کا کیا قصور کسی فرشتے کے آگے نہیں
اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبر بھیجے اس لئے کہ آپ کو اچھا ئی اور
برا ئی کا تصور دے دیں ،آپ اچھا ئی برا ئی سے واقف ہو جا ئیں اب مثلاً اس
میں بڑی اچھی آپ کو رو حانیت سے متعلق معلومات ملیں گیں ایک کتاب کا مطا
لعہ کیا اس میںمیں نے یہ پڑھا کہ صاحب سوت دیتے تھے اور سوت دینے والے اللہ
کے دشمن ہیں سوت دینے والے لو گ اور سو ت لینے والے لوگ اللہ کے ساتھ
حالانکہ جنگ میں ہیں اور یہ ہے کہ وہ چلے پر کھڑے نہیں ہیں اللہ کی طر ف
سے کتنی بڑی سوت اس کے با وجود ہم سب بیٹھے ہو ئے ہیں ...سمجھ نہیں
آرہی ریکا رڈنگ ...

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 70

Track 4

Time 14:21

حجر اسود پتھر کو زمین پر کیوں اتا ر ا گیا ہے ؟

ایک پتھر ہے جو ہزاروں سال سے متبر ک چلا آرہا ہے اس کے صیحح تا ریخ کو
متعین ہے نہیں لیکن بر حال یہ پتا چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں حضور پاک
ﷺ نے اس پتھر کو رکھا حضور پاکﷺ کی تحلیل انہیں پسند آئی حضور پاکﷺ نے کہا
کہ اب اس کی بہت ساری روایات ہیں کو ئی کہتا ہے جنت سے آیا ہے سفید تھا
کا لا ہو گیا یہ ایک ٹھوس بات ہے ایسی چیز اس میں موجو د ہو تی ہے پھر
اسلام کا بز رگو ں کا جیسے حضور پاکﷺ کا جو مبار ک ہے اس میں دانت بھی
ہے بال شریف بھی ہے تو ارتقاء میں یہ جو چیزیں ہو تی ہیں اس کو اس لئے
چو ما جا تا ہے کہ جس طر ح اللہ کو سجدہ کیا جا تا ہے اسلاف کی پیر وی
میں اگر اس کو عظمت دی جا ئے تو اس میں کو ئی بات نہیں ہے بہت ساری
چیزیں ایسی ہو تی ہیں کہ انہیں عظمت دیتے ہیں بات یہ ہے کہ نیت کیا ہے
اس نیت پر ایسے کیا جا رہا ہے ابتدا ئی وجود کا ایک حصہ ہے سرا سر شرک
پتھر کے سامنے گئے اور اس کو پو سہ کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم پتھر
کے اندر تو کچھ بھی نہیں ہے کہ میرے آقا نے جب حضرت عمر کے پاس گئے تو
مجھ سے پانچ سال بعد اس خطے کی جو حیثیت ہے نہیں وہ صرف اس لئے ہے
کہ حضور پاکﷺ نے اس جو بو سہ دیا حضور ﷺ کے زمانے سے وہ چلا آرہا ہے
انہوں نے خوبصورت پتھر رکھ دیا ...آواز سمجھ نہیں آرہی ...سب خانہ کعبہ ہی
پتھر کا بنا ہوا ہے اس کے سامنے نماز پڑھنا تواف کر نا یہ کیا ہے یہ بھی شرک
ہے تو یہ شرک اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مر کزیت قائم کر نے کے لئے
خانہ کعبہ سامنے رکھا خانہ کعبہ کا طواف اس لئے نہیں کیا گیا کہ خانہ کعبہ ایک
گھر ہے پتھر کا بنا وا ہے خانہ کعبہ کا طواف اس لئے کیا جا تا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے انداز اور تجلیات کا ہے انوار اور تجلیا ت ہر جگہ ہو تا ہے ہر زمین پر ہو تا
ہے اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے اللہ نو ری السموات ... کہ زمین آسمان سے بھی
لیکن اس کی مر کزیت اللہ تعالیٰ نے قرار دی ہے ۔ غیر مر کز یت کے کو ئی کام
ہو تا نہیں ہے اب خا نہ کعبہ بھی پتھر کا بنا ہوا ہے آپ کے ذہن میںیہ بات کیوں
نہیں آئی کہ خانہ کعبہ پتھر کا بنا ہوا ہے اس کے اوپر ایک کا لہ کلر کا کپڑا پڑا
ہوا ہے یہ کیا اللہ میاں کا گھر ہو تا ہے اتنے بڑے اللہ میاں کیا ان کا اتنا چھوٹا سا
گھر ہو گا ۔ بات یہ ہے کہ انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام نے جب یہ دیکھا کہ قوم
میں ٹر سٹ ہے جتنے بھی پیغمبر آتے ہیں بت پرستی یہ ہوتا ہی رہا ہے یہ آج
بھی ہو رہا ہے پیغمبروں کی وصال کے بعد لوگ یاد گر کے طور پر ان کی

تصویریں بنا لیتے ہیں مو رتیاں بنا لیتے ہیں مو رتیاں تو پہلے ان مو رتیوں کا آدب
و احترام کر تے تھے پھر ان مو ریتوں سے اپنی کچھ منتیں وابستہ کر لیتے تھے پو
ری بھی ہو تی تھیں پو ری تو اللہ کر تا تھا لیکن وہ سمجھتے تھے کہ وہ پو ری کر
تی ہیں تو وہ اس کے سامنے جھک جا تے ہا تھ جو ڑ کے ہا تھ کھڑے کر کے اب جو
آدمی اس مو رتی کی تصویر بنا تا ہے وہ اپنے گھر میں لگا لیتا ہے اگر وہ احترام
کے لئے اس میں پھول ڈال دیتا ہے ہار ڈال دیتا ہے اور گھر سے جا نے لگتا ہے تو
کہتا ہے مو لا جی یہ گھر تمہا رے سپر د ہے جب آتا ہے تو گھر ٹھیک ٹھا ک ہو تا
ہے کہتا ہے با با جی تو انسان کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ اسے کو ئی نہ کو ئی
عقیدہ چا ہیے ہو تا ہے عقیدے کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتااس کے وہی کہ
وہ غیب کی طا قتوں پر یقین رکھے اوار غیب کی طا قتو ں کے اوپر اس طر ح
اس کے بغیر ان کا کو ئی سہا را نہیں ہے وہ سہا را تلاش کر تا ہے اور ان سہا
روں کو اتنی زیادہ اتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے کہ اس سے تصویریں بن جا تی
ہیں تو اب پیغمبروں آخری سال کی تا ریخ کے متعلق جتنے بھی پیغمبر آتے ہیں
پھر اس کی وہ آواز سمجھ نہیں آرہی ...کہ انہوں نے بھی آنکھ کھلی آواز سمجھ
نہیں آرہی ...ایسی کو ئی مر کزیت بنا دی جائے جس سے انسان کی تسکین بھی
ہو جائے بڑا عجیب لگتا ہے کہ اتنے بڑے گھر میں میں اور اتنا سا گھر اس سے بڑے
بڑے گھر تو اللہ کے لئے عام ہے بات وہی ہے اگر خانہ کعبہ کو سجدہ کیا جا ئے
وہ بھی شرک خانہ کعبہ ایک مرکزیت ہے اللہ کی وہاں اللہ کے انواراور تجلیات
کا نزول ہو تا ہے کہ اللہ نے حضرت جبرا ئیل علیہ السلام کی اس بات کو قبول
کر لیا اب یہی اسے کہہ سکتے ہیں اگر کو آپ اس لئے غسل دیتے ہیں ہآواز
خراب ...

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 70

Track 5

Time 03:17

۵۔مراقبہ کا صیحح طر یقہ کیا ہے ؟

جیسے اصلی باپ ہو تا ہے وہ شریعت سے ہو تی ہے بہت سے وہ شادی کر سکتا
ہے بہت سے شا دی نہیں کر سکتااب یہ رو حانی اباپ کا مطلب روحانی استاد کا
یا تو اصلی باپ ہو تے ہے جیسے ہم سب ہیں اپنے باپ کی اولاد یں اور ایک
صورت یہ ہے کہ آپ کسی سے بھی کو ئی علم سیکھیں تو اس کا درجہ باپ کا
اس لئے بتا یا جا تا ہے کہ والدین بھی اولاد کی تر بیت کر تے ہیں اور استاد بھی

اپنے شا گردوں کی تر بیت کر تے ہیںایک ایسی بات ہے کہ پیرو مر شد ایک رو
حانی با پ ہو تا ہے یہ جو رو حانی استاد ہے اس کی ا اب کو ئی یہ بھی کہے
سکتا ہے کہ صاحب میں تمہارا مر ید ہو گیا ہوں تمہا را جو فر ض ہے تم نے جو
مکان بنایا ہے اپنے بچوں کے لئے چا ہے اس میں چو ری کی ڈاکا ڈالا تو یہ اس
قسم کی با تیں جو ہیںیہ ایک عظمت کے لئے اور استاد کے احترام کے لئے استاد
سے کہی جا تی ہے کہ استاد کا درجہ با پ سے برابر ہو تا ہے لیکن کو ئی استاد
جو ہے وہ شروع سے باپ نہیں بنتا یہ ایک قانون ہے یہ جو آپ نے سوال کیا اس
کا سیدھا سیدھا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ ایسا بھئی ایک باپ نے پید ا کیا کہنے
لگے یہ سن بھی رشتہ ہے آپ کا جس نے آپ کو پید اکیا آپ کو جناب پا لا پر
وارش کی آپ کی تر بیت کی آپ کو اسقابل بنا یا کیا کہ آپ نے کہ اندر عقل
شعور پیدا ہواور اس عقل و شعور کی بنیاد پر آپ نے اپنے لئے کسی استا د کا
انتخاب کیا تو وہ کہتے ہیں صاحب جی میں تمہا را باپ ہوں ہ کہے ٹھیک ہے جی
میں آپ کا بیٹا ہوں ہتو کہنے لگے آپ نے جب مجھے بیٹا بنا لیا میں آپ کی ہر چیز
میں حصہ دار ہوں ایسا نہیں ہے حضور پاکﷺ نے تو یہاں تک فرما یا ہے کہ اگر
کو ئی آدمی اپنے باپ کی جگہ کسی دو سرے کا نام لیتا ہے تو حضور نے بڑی نا را
ضگی کے ساتھ کو ئی آدمی ایسا نہیں کہے سکتا کہ میرا فلاح آدمی میرا باپ
نہیں ہے اب جیسا بھی ہے وہ اس لئے کہ رو حانی بات سے مراد رو حانی
استاداور باپ اس طر ح ہے جس طر ح والدین طر ح والدین تر بیت رکھتے ہیں
اس طرح استاد بھی تربیت رکھتا ہے ۔اختتام

★★★★★★★